باسمہ تعالیٰ

بعض متنازعہ مسائل: علم غیب، استغاثہ، تبرک، کرامات اور دعا بعد السنۃ وغیرہ دیگر مشہور متنازعہ
مسائل کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے موافق ایک مختصر، معتدل اور جامع

فیصلہ

مع تکملہ

(معروف بہ معدن السرور فتوی بہاولپور)





از

شمس العلوم والمعارف، شیخ التفسیر والحدیث

حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ تفسیر وفلسفہ دار العلوم دیوبند، وزیر معارف ریاست قلات

(ولادت: ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱م وفات: ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲م)

تدوین و تخریج

وقار احمد جلات

ناشر: فقہی مجلس بازار گی صوابی
0312-2621821

جواب سوالِ اوّل: علم غیب انبیاء علیہم السلام

غیب کا معنی ائمہ تفسیر ولغت نے یہ کیا ہے کہ: جو چیز عقل اور حس سے معلوم نہ ہو سکے وہ غیب ہے؛ چنانچہ ''تفسیر بیضاوی'' میں تحت ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ میں ہے: "والمراد به الخفيّ الّذي لا يُدرِكه الحِسّ، ولا يقتضيه بداهةُ العقل ① اس کو غیب کہنا بندوں کے اعتبار سے ہے نہ خدا کے اعتبار سے۔

''تفسیر ابی السعود'' میں غیب کے متعلق لکھا ہے: أي: "الأمور الغائبة عن علوم المخلوقين"②. أبو السعود، (ص: ٣٥٧، ج: ٦).

''مدارک''، (ج:۲،ص:۲۲۷) میں ہے: "ما غاب فيهما عن العباد، وخفي عليهم [علمه]"③.

---

① ترجمہ عبارت: غیب سے مراد وہ مخفی چیز ہے جس کا ادراک حس نہیں کر سکتی اور نہ عقل بدیہی طور پر اس کا تقاضہ کرتی ہے۔ (تفسیر بیضاوی: ۱۸/۱، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۳، مطبوعہ: نور محمد کتب خانہ کراچی).

② ترجمہ عبارت: غیب مخلوقات کے علوم سے چھپے ہوئے اشیاء کا نام ہے۔

تفیر ابو سعود کی اصل عبارت: (غيب السموات والارض) أي: الأمور الغائبة عن علوم المخلوقين قاطبةً بحيث لا سبيل لهم إليها لا مشاهدةً ولا استدلالاً. (١٣٠/٥، سورة النحل، الآية: ٧٧، ط: داراحياء التراث العربي، بيروت).

اور اسی طرح ﴿يؤمنون بالغيب﴾ کے تحت غیب کے بارے میں لکھا ہے: "فهو (الغيب) ما غاب عن الحسّ والعقل غيبةً كاملةً بحيث لا يدرك بواحد منهما ابتداءً بطريق البداهة". (المرجع السابق ٣٠/١، سورة البقرة، الآية: ٣)

③ ترجمہ عبارت: غیب اس چیز کا نام ہے جو زمین و آسمان میں بندوں سے چھپا ہوا ہو اور اس کا علم ان پر مخفی ہو۔

مدارک کی اصل عبارت: "علم ما غاب فيهما (السموات والارض) عن العباد وخفي عليهم علمه". (مدارك التنزيل للنسفي، ٢٩٤/٢، سورة النحل، الآية: ٧٧، ط: داراحياء الكتب العربية).

اس طرح "ابن کثیر"،① (ص: ٤١، ج: ٢) "تفسیر ابن جریر"،② (ص: ٦٦، ج: ٢٩).

اب اس غیب کی دو قسمیں ہیں: غیب تشریعی، وغیب تکوینی۔ غیب تشریعی: وحی سے متعلق احکام کا نام ہے ﴿تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ﴾③ اور غیب تکوینی: ان واقعاتِ کونیہ کا نام ہے جن کا علم اطلاعِ الٰہی پر منحصر ہو، جیسے: غلبۂ روم وفتح مکہ یا خیبر وخلفائے راشدین کی خلافت کی پیشینگوئی۔ اب پہلا سوال نبی یا ولی کے علم غیب کے متعلق ہے۔

یہاں دو امر قابل غور ہیں: ایک یہ کہ قرآن، حدیث، کلام، وفقہ میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے علم غیب کی نفی موجود ہے۔

① قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.④

---

① تفسیر ابن کثیر کی اصل عبارت: (ولله غيب السموات) "يخبر تعالى عن كمال علمه، وقدرته على الأنبياء في علمه غيب السموات والأرض، واختصاصه بعلم الغيب، فلا اطّلاع لأحدٍ على ذلك إلا أن يطلعه تعالى على مايشاء". (٢/ ٥٠٠، سورة النحل، الآية: ٧٧، ط: دارالقلم- بيروت - الطبعة الثانية).

② تفسیر ابن جریر کی اصل عبارت: (ولله غيب السموات والارض) "يقول تعالى ذكره: "ولله أيها النّاس مِلْك ما غاب عن أبصاركم في السموات والأرض، ومن آلهتكم التي تدعون من دونه، ودون كلّ ماسواه، لا يملك ذلك أحدٌ سواه". (٧/ ١٥١، سورة النحل، الآية: ٧٧، ط: شركة مكتبة و مطبعة مصطفى البابي الحلبي -مصر- الطبعة الثانية:١٣٨٨هـ-١٩٦٨م).

③ ترجمہ: یہ قصہ (نوح) منجملہ اخبار غیب کے ہے، جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہنچاتے ہیں۔ (سورۃ ھود، الآیۃ: ۴۹).

④ ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں، کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔ (سورۃ النمل، الآیۃ: ٦٥).

② وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ.①

③ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ.②

④ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْءُ.③

⑤ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَىَّ.④

ان آیات اوران جیسی بے شمار آیات میں "علم" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اوراس کو صرف اللہ سے مختص کیا گیا ہے، اور کوئی استثناء موجود نہیں، جیسے: خصوصیت الوہیت للہ میں کوئی استثناء موجود نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ "الوہیت" اور "علم" غیب خدائی کے لوازمات میں سے ہیں، نہ لا إلــہ میں کوئی استثناء، نہ نفی علم الغیب میں، بلکہ چوتھی آیت ﴿ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْءُ﴾ نے "بالذات" کی تاویل کی جڑ کاٹ دی؛ کیونکہ اگر یہ تاویل کی جائے کہ: لو كنت اعلم الغيب بالذّات لاستكثرت من الخير وما مسنی السوء، یعنی: اگر میں بذات خود غیب جانتا، تو خیر جمع کرتا اور ضرر سے بچتا، لیکن چونکہ میں بالواسطہ غیب رکھتا ہوں اس لئے نہ ہر خیر وفائدہ حاصل کرتا

---

① ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (سورۃ النحل، الآیۃ: ۷۷).

② ترجمہ: اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے، ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔ (سورۃ الأنعام، الآیۃ: ۵۹).

③ ترجمہ: اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا، تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا، اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی۔ (سورۃ الأعراف، الآیۃ: ۱۸۸).

④ ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں، اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں۔ (سورۃ الأنعام، الآیۃ: ۵۰).

اگر انسان بالذات ... اس میں دواء ہے ...
دوسری میں فائدہ ہے، یا بالواسطہ جانے کہ اس شیشی میں زہر ہے اس
کی طرح کامل الصدق ہو، تو بھی دواء استعمال کرے گا اور زہر سے بچے گا۔ نہ یہ کہ بچنا بالذات جاننے پر منحصر
ہوگا، ایک منصف کے لئے اتنا کافی ہے۔

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین نے صاف تصریح کی ہے کہ: علم غیب سے موصوف صرف ایک ذات ہے، یعنی: خداوند تعالی۔ ملاحظہ ہو" خازن" (ص: ۲۱۲، ج: ۱)①، " مدارک" (ص: ۱۶۱، ج: ۲) " بیضاوی" (ص: ۳۳۹، ج: ۱) وغیرہ بے شمار تفاسیر یہاں تک کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا ماننے والے نصاری کی مذہبی کتاب " انجیل" میں باوجود تحریف اور ادخالِ شرکیات کے بھی یہ صداقت اب تک موجود ہے۔

" انجیل متی" (باب: ۲۴، آیت: ۳۶)② میں ہے کہ: خدا کو علم غیب (غیب کا علم) ہے اور خدا

---

① دیکھیے: لباب التأویل في معاني التنزیل۔ المعروف بتفسیر الخازن، (الجزء: ۲، ص: ۲۷۹، سورة الأعراف، الآیة: ۱۸۸، مطبوعه: دارالکتب ۔بیروت۔ الطبعة الأولی: ۱٤۱۵ھ.) تفسیر مدارک اور تفسیر بیضاوی کا حوالہ پیچھے جواب سوال اوّل میں گذر چکا۔

② انجیل متی کی اصل عبارت:

ترجمہ: لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا، مگر صرف باپ =	But of that day and hour knoweth no man, no, not the =

تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب کے متعلق نہیں جانتا، حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں آیا ہے:
﴿وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ﴾ ① جس میں غیبی خبریں بلفظ "نبأ" مذکور ہیں۔

حدیثِ بخاری میں حضرت جابر سے حدیثِ استخارہ میں: "إنك تعلم، ولا أعلم، وأنت علّام الغيوب". ②

= angels of heaven, but my Father only.(HolyBible,St.Metthew,Chap:24,pg:725 =(از: کتاب مقدس، انجیل متی، ص:۲۸، باب:۲۴، آیت:۳۶، مطبوعہ: انارکلی، لاہور)

① ترجمہ: اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو۔(سورۃ ال عمران، الآیۃ:۴۹).

② مفہوم حدیث: بے شک تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو غیب کی چیزوں کو خوب جاننے والا ہے۔

حدیث الاستخارہ پوری ملاحظہ ہو:

قال الإمام البخاری: حدثنا مطرّف بن عبدالله أبو معصب، قال: حدثنا عبدالرحمن بن أبي الموال، عن محمد بن المنكدر، عن جابر، قال: "كان النبي ـ صلّى الله عليه وسلّم ـ يعلّمنا الاستخارةَ في الأمور كلّها كالسورة من القرآن، إذا همّ أحدكم بالأمر فليركع ركعتين، ثم يقول: اللّهم إني أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنّك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علّام الغيوب، اللّهم إن كنتَ تعلم أنّ هذا الأمر خيرٌ لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري، أو قال: في عَاجِل أمري وآجِله، فَاقْدُرْه لي، وإن كنتَ تعلم أنّ هذا الأمر شرٌّ لي في ديني و معاشي وعاقبة أمري، أو قال: في عاجِل أمري وآجِله، فَاصْرِفْه عنّي، واصرِفْني عنه، واقدُرْ لي الخير حيث كان، ثمّ رضّني به، ويسمّي حاجته".

(أخرجه في صحيحه، ص: ١٣٠٠، برقم: ٦٣٨٢، كتاب: الدّعوات، باب: الدعاء عندالاستخارة).
وكذا أخرجه الترمذي في جامعه، (ص: ١٦٤، برقم: ٤٨٠، كتاب: الوتر، باب: ماجاء في صلاة الاستخارة، ط: دارالكتاب العربي ـ بيروت ـ ١٤٢٦هج).

نوٹ: یاد رہے کہ مؤلف نے جو لفظ "إنك" نقل کیا ہے یہ بخاری کی روایت میں نہیں ہے، بلکہ "وتعلم ولا أعلم ......" ہے۔

بتلائے جاتے ہیں، اس طرح اولیاء کو بطور الہام کرامۃً، لیکن اس موقع میں "عــلــم" کی تعبیر کو ترک کر کے قرآن نے "اطلاع" کا لفظ اختیار کیا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾ ① یا "إنباء" کا لفظ: ﴿ تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ﴾ ② یا "إظهار" کا لفظ: ﴿ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ ③.

مخلوق کو غیب بتلانے کے موقع پر ان تین الفاظ یا ان کے مماثل الفاظ استعمال کرنا، اور استثناء کا ذکر کرنا، جیسے: ﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ میں ہے، اور جن آیات میں خصوصیتِ الوہیت بالغیب کا بیان ہے، وہاں "علم الغیب" یا "یعلم الغیب" آیا ہے، لیکن بلا استثناء۔ اس فرق میں ضرور کوئی راز اور سِرّ پوشیدہ ہے، وہ یہ ہے کہ: جب بعض مغیبات کی اطلاع انبیاء و اولیاء کو بذریعہ وحی و الہام حاصل ہوا تو "علم" بمعنی: "دانستن" تو ان کو حاصل ہوا، خواہ ایک امرِ غیبی کا ہو، اور جب مأخذ الاشتقاق موجود ہے تو صدقِ مشتق ضرور ہے، پھر ہر ولی، نبی کو عالم الغیب کہنا چاہیے۔

لیکن کسی آسمانی کتاب یا حدیث یا فقہ یا کلام میں یہ اطلاق موجود نہیں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علم الغیب صرف کسی غیب جاننے کا نام نہیں، بلکہ شریعت کی اصطلاح میں غیب دانی کی قوّت کا نام ہے، تو عالم الغیب وہ ہوگا جس میں غیب دانی کی قوّت موجود ہو کہ جب چاہے اس قوّت سے کام لے کر غیب کو معلوم کرے، جیسے: بصیر اس شخص کو کہا جائے گا جس میں قوّت بصارت موجود ہو کہ وہ جب چاہے اس قوّت سے مبصرات کا ابصار کر سکے، اگرچہ یہ دونوں قوتیں عطائی اور خداداد ہوں؛ کیونکہ خود بندہ کی ذات و صفات و قُویٰ میں سے کوئی چیز بھی ذاتی نہیں، بلکہ عطیہ حق تعالیٰ ہے۔

اب دونوں قسم کے نصوص میں تطبیق واضح ہوگئی، جہاں علم الغیب کو خاصہ خداوندی قرار دیا ہے،

---

① ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسے امورِ غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے، لیکن ہاں! جس کو خود چاہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرماتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۱۷۹)

② آیت کریمہ کا ترجمہ حاشیہ نمبر: ۳، ص: ۳۷ پر گزر چکا ہے۔

③ ترجمہ: سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔ (سورۃ الجن، الآیۃ: ۲۶-۲۷)۔

الہمام ''مسایرہ مع المسامرۃ''[1] اور علامہ قاری ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھتے ہیں:

"اعلم! أنّ الأنبياءَ ـعليهم السلامـ لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلّا ما علّمهم اللّٰه أحياناً، وذكر الحنفيةُ تصريحاً بالتكفير باعتقاد أنّ النبي ـعليه السلامـ يعلم الغيب؛ لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾[2]."

یہی بات قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے "مالا بدّمنه"[3] اور "إرشادالطالبين"[4] میں لکھی ہے۔

الغرض قرآن، حدیث، فقہ اور علمِ کلام کا ایک بڑا حصہ نفی علم الغیب لغیر اللہ پر مشتمل ہے۔ یہ نفی کا پہلو ہے۔

مسئلہ کا دوسرا پہلو

دوسری طرف شریعت میں یہ ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض مغیبات بطور معجزہ بذریعہ وحی

---

① دیکھیے: المسامرة بشرح المسايرة، (ص: ٣٢٩، الأصل التاسع: تتمّة).

نوٹ: "المسايرة" امام ابن ہمام رحمہ اللہ (التوفی: ۸۶۰ھ) کی کتاب ہے، اس کا پورا نام "المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة" ہے اور "المسامرة" مسایرہ کی شرح ہے، جو علامہ ابن ابی شریف مَقدِسی (التوفی: ۹۰۶ھ) کی تالیف ہے۔ تو دونوں الگ الگ کتابیں ہیں۔

② ترجمہ عبارت: جان لو! کہ تحقیق انبیاء (از خود) غیب کی چیزوں کو نہیں جانتے مگر ان کو جانتے ہیں، جن کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں (مگر ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے) اور احناف نے صراحۃً ذکر کیا ہے کہ: جو آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی (از خود) غیب کو جانتا ہے، وہ کافر ہے؛ کیونکہ اس کا یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿قل لا يعلم من في السمٰوٰت والارض الغيب الا اللّٰه﴾ کے معارض ومخالف ہے۔ (شرح الفقه الأكبر، ص: ٢٥٣، مطوعه: مكتبة محمودية۔ كوئٹه۔).

③ مالابدّ منہ کی عبارت: "وعلم غیب بأنہا مسلم داشتند کافر شدند، انبیاء و ملائکہ را در صفاتِ الٰہی شریک نباید کرد. (ص: ۹۲، کتاب الایمان)۔

④ کتاب "ارشاد الطالبین" تک فی الحال رسائی نہ ہو سکی۔

''ترمذی''(ص:۱۷۵،ج:۲)میں ہے:﴿ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾①
گویاخلق السّموات والارض، اور علم الغیب، خدائی کے لوازمات ہونے میں یکساں ہیں۔

فقہ

فقہاءکرام نے غیراللہ سےنفیِ علمِ غیب کی تصریح کی ہے۔فتاوی قاضی خان میں ہے:

"رجلٌ تزوّج امرأةً بغير شهودٍ، فقال الرجل للمرأة: خدا و پیغمبر را گواه کردم ، قالوا: يكون كفرًا؛ لأنّه اعتقد أنّ رسول الله۔ صلّى الله عليه وسلّم۔ يعلم الغيبَ، وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء، فكيف بعد الموت"①. ''قاضی خان''،(ص:۸۸۳)۔

یہی مضمون''بحرالرائق''②(ص:۸۸،ج:۳)''فتاوی عالمگیری''③(ص:۴۱۲،ج:۲)امام ابن

---

①ترجمہ:(آپ کہیے کہ اے اللہ) آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے۔(سورۃ الزمر،الآیۃ:۴۶)۔

①ترجمہ عبارت: ایک آدمی نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، اور عورت سے کہا کہ: میں اس نکاح پر خدااور رسول کو گواہ بنادیتا ہوں، تو علماء فرماتے ہیں کہ: یہ کفر ہے؛ کیونکہ اس آدمی نے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ ازخود غیب کو جانتا ہےاور حال یہ ہے کہ وہ زندگی میں غیب نہیں جانتا تھا چہ جائیکہ موت کے بعد۔

فتاویٰ قاضی خان کی اصل عبارت:رجلٌ تزوّج امرءةً بشهادة الله ورسوله، كان باطلًا؛ لقوله ـعليه السلام۔: "لا نكاح إلّا بشهودٍ". وكل نكاحٍ يكون بشهادة الله، وبعضهم جعلوا ذلك كفرًا؛ لأنه يعتقدأنّ الرسول ـعليه السلام۔ يعلم الغيب، وهو كفرٌ.(فتاوى قاضى خان مع البزازيه، ۲۰۳/۱، كتاب النكاح، ط: دارالفكر۔بيروت۔ الطبعة الاولىٰ: ۳۲۔۱٤۳۱ھ).

نوٹ:مؤلف رحمہ اللہ نے قاضی خان کی جوعبارت نقل کی ہے، بعینہٖ وہی عبارت نہیں ملی۔

②بحرالرائق کی اصل عبارت:"وفي الخانية والخلاصة: لو تزوّج بشهادة الله ورسوله، لاينعقد، ويكفر؛ لاعتقاده أنّ النبي ﷺ يعلم الغيب". (البحرالرائق، ۸۸/۱،كتاب: النكاح، مطبوعه: مكتبه رشيديه، كوئٹه).

③فتاویٰ عالمگیریہ کی اصل عبارت:"ومن تزوّج امرأةً بشهادة الله ورسوله، لا يجوز النكاح، كذا في التجنيس والمزيد" (۲٦۸/۱، كتاب: النكاح، ط: مكتبه ماجديه ـ كوئٹه).

وہاں قوّتِ غیب دانی مراد ہے کہ وہ اس سے مختص ہے، کسی کو منتقل نہیں کی جاسکتی، جیسے: الوہیت منتقل نہیں کی جاسکتی۔

اور جن نصوص میں انبیاء کو غیبیات بتلانا ذکر ہے، وہاں "اطلاع" کا لفظ ہے، یا اس کا ہم معنی لفظ آیا ہے، یعنی: وہ ہر ہر غیب کو جاننے کے لئے خدا کے اطلاع کے محتاج ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ سے روح، ذوالقرنین، اصحابِ کہف کے متعلق سوال ہوا جو حضرت علیہ الصلاۃ والسلام کیلئے [مغیبات] میں سے تھے، تو کافی وقفہ کے بعد جب وحی آئی، تو آپ نے جواب دیا، اسی طرح براءۃِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، قبولِ توبہ کعب بن مالک کا واقعہ بھی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ علم الغیب بالمعنی المصطلح نہیں، جیسے: اگر غیر بصیر کو مبصرات کی اطلاع دی جائے، تو مطلع علی المبصرات کہیں گے، لیکن بصیر نہیں کہیں گے کہ بصارت علم الغیب کی طرح یکبارگی خداوندِ تعالیٰ کی عطا کردہ قوّت کا نام ہے، نہ وقتاً فوقتاً مغیبات کی جزئیات پر اطلاع دینے کا، اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ: بصارت کی طرح اگر قوّتِ غیب دانی یکبارگی عطیہ الٰہی ہوتی ہے، تو جس طرح بصارت کے بعد اِبصار بصیر کا فعل ہے، تو قوّتِ غیب دانی کے اعطا کردینے کے بعد نبی کی ہر دریافتِ غیب خود نبی کا فعل ہوگا، لیکن دریافتِ غیب نبی کا معجزہ ہے، اور معجزہ بالاتفاق فعل خداوندی ہے، نہ فعل نبی، جیسا کہ سوال چہارم کے جواب میں ہم اس کے حوالہ جات پیش کریں گے، اور آیت: ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ﴾① بھی اس کی دلیل ہے۔

معجزات اور افعال اختیاریہ میں یہی فرق ہے کہ افعال اختیاریہ فعلِ عبد ہے، اور خلقِ خدا ہے، لیکن معجزات فعل خدا ہے، اگرچہ مظہر نبی ہے، اسی طرح کرامت بھی۔ ''مسامرۃ'' میں ہے: "المعجزة ليست إلّا فعلًا للّٰه تعالى".② (ص:۸۹، ج:۲).

گویا ظہور معجزات وکرامات میں انبیاء واولیاء ید قدرتِ الٰہی میں کالقلم بید الكاتب ہے، اور

①ترجمہ: اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی (لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی)۔ (سورۃ الأنفال، الآیۃ: ۱۷).

②ترجمہ عبارت: معجزہ صرف اللہ ہی کا فعل ہے۔ (المسامرة بشرح المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة، ص: ۲۰۰، الأصل العاشر: في إثباتِ نبوة نبيّنا... ط: مكتبة العصرية۔ بيروت۔ الطبعة الأولى: ۱٤۲۵ھ).

قلم میں قدرت وقوّتِ کتابت اس وقت منتقل ہوسکتی ہے کہ وہ قلم نہ رہے، بلکہ انسان کاتب بن جائے۔

اس طرح قوّتِ غیب دانی، عبد میں ما دام العبد منتقل نہیں ہوسکتی جب تک عبد رہے، بلکہ آلہ بن جائے؛ کیونکہ خاصۂ الوہیت کے منتقل ہوجانے کے بعد اس کے لئے الوہیت ضروری ہے، جیسے: قوتِ کتابت کے لئے کاتب کا انسان ہونا ضروری ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ وغیرہ حضرات کی عبارتوں میں جہاں علم غیب مستقل نفی کی گئی ہے، اس سے مراد یہی قوّتِ غیب دانی ہے، نہ استقلال بمعنی: عدم توسط خداوند تعالی۔

فتاوی رشیدیہ (ص:۲۲، ج:۳) میں ہے:

''قدرت واختیار چیزے عطا فرمودن، وقوت اقتدار آن تفویض نمودن، منہومے دیگر است، وفعل خالص خود در چیزے ظاہر کردن مضمونے دیگر مثلاً: تواں گفت کہ: زید بقلم نوشت وفعل خاص خود کہ کتابت است در قلم ظاہر کرد، ونمی تواں گفت کہ زید قدرت واختیار حرکت وقوت اقتدار کتابت بقلم سپرد زیرا کہ قلم تاوقتیکہ مثل: زید انسان نشود قدرت واختیار حرکت وقوت واقتدار [از کتابت] حاصل نمی تواں کرد وخاصہ انسان بدست نتواں آورد قدرت واختیار خاصہ احدیت بکسے سپردن از مرتبہ امکان بمرتبہ وجوب بردن''۔ انتہی ملخصاً۔ ①

① یعنی: کسی چیز کا قدرت واختیار فرمادینا، اور اس کو قوتِ اقتدار تفویض کرنا، ایک دوسرا مفہوم ہے۔ اور اپنے خالص فعل کو کسی چیز میں ظاہر کرنا، ایک دوسرا مضمون ہے۔ مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ: زید نے قلم سے لکھا، اور اپنے فعلِ خاص کو جو کتابت ہے، قلم میں ظاہر کیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ: زید نے حرکت کے اختیار وقدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو قلم کے سپرد کردیا؛ اس لیے کہ تاوقتیکہ قلم زید کے مثل انسان نہ ہوگا۔ حرکت کے اختیار وقدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو حاصل نہیں کرسکتا، اور انسان کی خاصیت کو ہاتھ میں نہیں لاسکتا۔ افعال کا اختیار وقدرت، =

پھر (ص:۲۴، ج:۳)، پر لکھتے ہیں:

''لفظ علم ذاتی و تصرف استقلال و مثل آن کہ در کلامِ بعض علماء مثل: مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، و شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ نسبت بکفار واقع شدہ مراد از ان ہمین اثباتِ قدرت و اختیار است از درگاہ پروردگار است کہ موجب شرک کفار نابکار است، ورنہ مشرکین عرب ذات و صفات اصنام را مخلوق خدا و قدرت و اختیار آنہا عطا فرمودہ جناب کبریا میدانستند''۔ ①

اب مسئلے کا جواب یہ ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ مغیبات بتلا سکتا ہے، اور بتلا دینا شرعاً درست ہے، لیکن یہ بتلانا غیب کا جاننا ہے اصطلاحاً علم غیب نہیں کہ یہ مرکبِ اضافی قوّتِ غیب دانی کا نام ہے، جو خواصِ الوہیت میں ہونے کی وجہ، ناقابل انتقال و عطا کردگی ہے، جیسی: خود الوہیت اور وجوب الوجود عطا نہیں کی جاسکتی۔



= خاصۂ جناب احدیت اور آثار پر اقتدار و قوت مخصوصہ، جناب صمدیت کسی شخص کو یا کسی چیز کے سپرد کر دینا مرتبہ امکان سے مرتبہ وجوب کے باہر ہے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ ص:۱۷۸، ملفوظ اوّل)۔

① یعنی: لفظ علم ذاتی اور تصرف استقلال وغیرہ کہ بعض علماء کے کلام میں، جیسے کہ: مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے کفار کی نسبت استعمال کیا ہے، اس سے مراد درگاہِ پروردگار سے اسی قدرت و اختیار کا ثابت کرنا ہے، جو کفار نابکار کے شرک کا موجب ہے، ورنہ مشرکینِ عرب تو ذات و صفات اصنام کو مخلوقِ خدا اور ان کے قدرت و اختیار کو جناب کبریا کا عطا فرمایا ہوا جانتے تھے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ ص:۱۷۹، ملفوظ ہفتم)۔